Session: 2020-21

KNOWLEDGE SERIES-I

نسوانیت سے کیا مراد ہے؟

(What is Feminism?)

(For Academic and Knowledge Dissemination Purpose Only)

Prepared by

Dr. Mohasina Anjum A Ansari

Research Assistant, ACSSEIP, MANUU

Al Beruni Centre for the Study of Social Exclusion and Inclusive Policy

Maulana Azad National Urdu University,

Gachibowli, Hyderabad-500032

دیباچہ

البیرونی مرکز برائے مطالعہ سماجی اخراج وشمولیتی پالیسی نے ایک نیا علمی سلسلہ (Knowledge Series) شروع کیا ہے جس کا اہم مقصد سماجی اخراجیت وشمولیت سے جڑے مختلف پہلوؤں کو آسان اور سلیس زبان میں تحریر کرنا ہے جو کہ ایک عام مطالعہ نگار کو آسانی سے سمجھ آسکے۔اس علمی سلسلہ کو سی ایس ایس ای آئی پی کے اساتذہ اور تحقیقی عملہ نے تیار کیا ہے جس کا نسب العین سماجی اخراجیت کے عصر حاضر دور میں سماج سے جڑے مسائل اور مختلف اصطلاحات سے طالب علموں کو واقف کروانا ہے۔ علم کا مطلب کسی مضمون کو نظریاتی اور عملی طور پر سمجھنا ہے۔اور علم ہی وہ شہ ءہے جو تجربات اور تعلیم سے ہنر، معلومات اور حقائق کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔اس علمی سلسلہ میں ہماری یہ کوشش رہی ہے کہ سماج میں پائے جانے والے اہم تصورات کو ایک تحریری شکل دیں۔اس سلسلہ میں نسوانیت کے تصور کو پیش کیا گیا ہے۔مقالہ کی شروعات تمہید سے ہوئی ہے۔پھر نسوانیت کی تعریف اور معنی کو بیان کیا گیا ہے۔جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اصطلاح feminism لاطینی لفظ سے حاصل کیا گیا تھا جس کے معنی 'عورت' کے ہیں۔اور نسوانیت کے معنی ایک عورت کے طور پر شناخت کی مزید بیداری اور نسوانیت سے جڑے مسائل میں دلچسپی کا رکھنا ہے۔ نسوانیت کے حامی اور اسکالرز نے نسوانیت کی تحریک کی تاریخ کو تین "لہروں" میں تقسیم کیا ہے۔اس مقالہ میں نسوانیت کی اہم تحریکوں کا بھی ذکر ہے۔جیسے انارکا تحریک،سوشیلسٹ اور مارکسسٹ تحریک، ریڈیکل تحریک اور لبرل تحریک وغیرہ۔اور ساتھ ہی نسوانیت کے حامی تحریک ومخالف نسوانیت تحریک جیسے اہم پہلوؤں کو بھی پیش کیا گیا ہے۔نسوانیات کے نظریات کو نقاط کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ اسلامی نسوانیت پر بھی مختصر روشنی ڈالی گئی ہے۔اور ہندوستانی اور مغربی نسوانیت میں پائے جانے والے فرق کی بھی وضاحت کی ہے۔اور آخر میں ہندوستان کے تناظر میں نسوانیت کی تعریف کو بیان کیا گیا ہے۔

اس علمی سلسلہ کو شروع کرنے میں مرکز کے ڈائریکٹر ڈاکٹر افروز عالم صاحب کے بے حد ممنون ومشکور ہوں۔ان کی حوصلہ افزائی اور رہنمائی نے اس علمی سلسہ کو صحیح سمت دی ہے۔میرے کلیگس ڈاکٹر اے ناگیسورا راء، ڈاکٹر کے ایم ضیاء الدین اور ڈاکٹر محمد کریم نے بھی اس تحریر میں کافی مشورے دئے ہیں جن کے لئے میں ان تمام کی شکر گذار ہوں۔

نسوانیت سے کیا مراد ہے؟

تمہید:

نسوانیت ایک ایسا نظریہ ہے جس میں عورت اور مرد سماجی، معاشی اور سیاسی شعبوں میں مساوی ہوتے ہیں۔ نسوانیت میں جنسی تفریق سے جڑے مسائل کے سیاسی اور سماجی نظریات اور فلسفہ شامل ہیں۔ اور ساتھ ساتھ ایسی تحریک بھی شامل ہے جو خواتین کے حقوق، مفادات اور جنسی مساوات کی حمایت کرتا ہے۔ گزشتہ دو صدیوں میں سے دیگر سماجی تحریکوں میں یہ ایک اہم تحریک ہے اور یقینی طور پر یہ وہ سماجی تحریک ہے جس نے انسانی معاشرے کے سب سے زیادہ پائیدار اور ترقی پسند تبدیلی کے بارے میں کام کیا ہے۔ آج نسوانیت کو کئی تصورات دئے گئے ہیں لیکن بنیادی طور پر نسوانیت خواتین کی آزادی کے لئے ایک سماجی تحریک ہے۔ یہ تحریک شروعات میں سست تھی، اور آخر کار 1880 کے دہائی میں 'feminism' یعنی نسوانیت کی اصطلاح وجود میں آئی۔

مغربی تاریخ میں خواتین صرف مقامی یعنی گھریلو سطح پر محدود تھیں، جبکہ عوامی زندگی صرف مردوں کے لئے تھی۔ قرون وسطی یورپ (Medieval Europe) میں، خواتین کو جائیداد کی ملکیت، مطالعہ کرنے، یا عوامی زندگی میں حصہ لینے کے حق سے روک دیا گیا تھا۔ 19 ویں صدی کے آخر میں فرانس میں، عورتوں کو عوام میں سروں کو ڈھانپنے کے لئے مجبور کیا جاتا تھا۔ اور جرمنی کے کچھ حصوں میں، ایک شوہر اپنی بیوی کو فروخت کرنے کا حق رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ 20 ویں صدی کے ابتدائی مرحلے تک، یورپ کی خواتین زیادہ تر ریاستوں میں ووٹ نہیں دے سکتی تھیں اور نہ ہی انتخاب میں حصہ لے سکتی تھیں۔ خواتین کسی مرد کی رہنمائی کے بغیر کوئی کاروبار نہیں کر سکتی تھیں۔ گو کہ خواتین کو کسی بھی کام میں فیصلہ سازی کی طاقت نہیں دی گئی تھی۔ ہر جگہ پدرانہ نظام کا غلبہ تھا۔ جس کی وجہ سے عورتوں کا وجود خطرے میں آ چکا تھا۔ اور نسوانیت کی تحریک نے اس مسئلہ کو ایک نئی سمت دی جس میں عورت کے وجود کو مرد کے مساوی لا کر رکھ دیا گیا۔ لیکن پوری طرح سے عورت کو آج بھی مرد کے برابر نہیں قبول کیا جاتا۔

نسوانیت کی تعریف اور معنی

اصطلاح feminism لاطینی لفظ سے حاصل کیا گیا تھا جس کے معنی 'عورت' کے ہیں۔ پہلی دفعہ عورتوں کے حقوق کی تحریک میں اس اصطلاح کو استعمال کیا گیا۔ نسوانیت میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ خواتین جنس کی وجہ سے سماجی ناانصافی سے متاثر ہیں۔ یہ تحریک ان کی تکلیفوں کو ختم کرنے کی کوشش کرتی ہے تاکہ مکمل آزادی حاصل کر سکیں۔

Oxford Companion to Philosophy میں Catherine McKeen نے بیان کیا ہے کہ "نسوانیت ایسے نظریہ سے تعلق رکھتی ہے جو جنسوں کے درمیان غیر مساوات، ذلت، ظلم کے متعلق وضاحت کرتا ہے اور اس کا مقصد ظلم کے ذرائع کی شناخت اور اس کا حل کرنا بھی ہے۔"

Germaine Greer کے مطابق نسوانیت قابلیت کے بارے میں نہیں بلکہ تفریق کو ختم کرنے اور عورتوں کے عزت و وقار کی کمی کو سمجھنے کی کوشش کرتی ہے"۔

" آکسفورڈ انگریزی لغت کے مطابق، 'feminism' اصطلاح پہلی بار انسویں صدی کے آخر میں استعمال کیا گیا تھا جس کے معنی عورت کی خصوصیات کے ہیں۔"

جنیٹ رچرڈز (1981) نسوانیت کی وضاحت کچھ اس طرح کرتا ہے "نسوانیت (feminism) وہ بنیادی جوہر ہے جس کا مقصد جنس کی وجہ سے خواتین کے ساتھ ہونے والی منظّم سماجی ناانصافی کے وجوہات کو سمجھنا ہے۔"

The Columbia Encyclopaedia نے نسوانیت کو یوں بیان کیا ہے کہ یہ تحریک مردوں کے ساتھ خواتین کی سیاسی، سماجی اور تعلیمی مساوات اور کے لئے تحریک قائم کرتی ہے۔

نسوانیت کے معنی ایک عورت کے طور پر شناخت کی مزید بیداری اور نسوانیت سے جڑے مسائل میں دلچسپی کا رکھنا ہے۔ عورت کا خاتمہ ایک تاریخی حقیقت ہے اور یہ معاشرے میں تمام نفسیات کی خرابی کا بنیادی سبب ہے۔ نسوانیت 1960ء کے بعد وجود میں آئی اور ایک سماجی سیاسی تحریک بن گئی۔ یہ ایک نظریاتی منصوبہ ہے، جس میں معاشرے، مردتسلط، سماجی طریقوں اور سماجی اداروں میں طاقت کو سمجھنے کا مقصد رکھتا ہے۔ جو خواتین کو ہر طرف سے ہونے ظلم و جبر بچاتی ہے۔ نسوانیت کے نظریات سماجی ڈھانچے کو تبدیل کرنے کے لئے حکمت عملی کو بھی تیار کرتے ہیں، عورتوں کو سماج کے بنائے ہوئے کٹر اصولوں سے نجات دلوا سکتے ہیں۔ 1960 اور 1970 کے دہائیوں میں خواتین کے مسائل کو سمجھنے کی ایک مضبوط تحریک وجود میں آئی۔ 1980 کے دہائی میں، نسوانیت، انفرادی شعبوں میں تبدیلی لانے پر توجہ مرکوز کر رہی تھی اور 1990ء میں تعلیمی شعبوں میں توجہ مرکوز کرنے کے لئے ایک اہم کردار ادا کر رہی تھی۔ مارگریٹ ہومنس نے صحیح طور پر نشاندہی کی ہے کہ نسوانیت کی تصور پڑھنے، لکھنے اور ادب کی تعلیم کے بارے میں بنیادی سوالات اٹھاتی ہے۔ نسوانیت نے زندگی اور ادب سے متعلق ایک بہت بڑی تبدیلی پیدا کردی۔

مجادلاتی تعریف agonistic کے مطابق نسوانیت، پدرانہ نظام اور جنسی جارحیت کے تمام شکلوں کے خلاف جدوجہد کرتی ہے۔ ورجینیا وولف کے مطابق یہ واضح ہے کہ "ایک عورت کو افسانہ نویسی کے لئے اپنے پیسے اور کمرے کی ضرورت ہے تاکہ وہ آزادی اور غور و فکر کے ساتھ اپنے کمرے میں اپنے خیال کی تخلیق کر سکے۔ بہت سی خواتین نے ان چیزوں کو ماضی میں لطف اندوز کیا تاکہ ان کی تخیلاتی صلاحیتیں اور ذاتی آزادی پیدا ہو۔ لیکن خواتین کو آزادانہ طور پر سوچنے کی اجازت نہیں دی گئی، اور یہ آسان نہیں تھا کہ وہ فن کی دنیا میں داخل ہوں اور اپنے تخیلات کا اظہار کریں۔ خواتین کو افراد یا خود مختار مخلوق کے طور پر تسلیم نہیں کیا گیا تھا۔ خواتین کو تعلیمی شعبہ میں بھی بہت سے رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا تھا، جس کی وجہ سے خواتین کے دانشورانہ نمائش کی حد محدود ہوتی گئی۔ خواتین اپنے گھریلو فرائض کو انجام دینے میں اتنی مصروف ہوگئیں کہ کبھی اپنے تخیل کو تخلیق نہ دے سکیں۔ اور کبھی اپنی محنت کا صلہ بھی نہ پا سکیں۔

نسوانیت کی تاریخ

نسوانیت کے حامی اور اسکالرز نے تحریک کی تاریخ کو تین "لہروں" میں تقسیم کیا ہے۔ پہلی لہر انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کی ابتداء

میں چلی جو بنیادی طور پر خواتین کے ووٹ دینے کے حق کے لئے تھی۔ دوسری لہر 1960 کی دہائی میں شروع ہوئی جو خاتون کی آزادانہ تحریک کے ساتھ منسلک خیالات اور اعمال سے متعلق تھی (جس نے خواتین کے لئے قانونی اور سماجی حقوق کی مہم چلائی)۔ تیسری لہر 1990 کی دہائی میں شروع ہوئی جو دراصل دوسری لہر کی ناکامیوں کا ردعمل تھی۔

پہلی لہر

Feminism کی پہلی لہر سے مراد انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کی ابتداء کے دوران انگلستان اور ریاستہائے متحدہ میں نسائی سرگرمی کی توسیع سے ہے۔ دراصل اس میں خواتین کے لئے ان کے شوہروں کی طرف سے برابر معاہدہ اور ملکیت کے حقوق، شادی کی مخالفت، شادی شدہ عورتوں (اور ان کے بچوں) کی ملکیت کے فروغ پر توجہ مرکوز کی گئی تھی۔ پھر بھی، انیسویں صدی کے اختتام تک، فعالیت (activism) کی توجہ بنیادی طور پر سیاسی طاقت کے حصول، خاص طور پر حقوق کی رسائی اور خواتین کی تکلیف کے مسائل پر مرکوز رہی۔ ابھی تک، وِلٹیرین ڈی ڈیلی اور مارگریٹ سنجر جیسے feminists خواتین جنسی تعلقات، تناسب، اور اقتصادی حقوق تک ہی متحرک تھیں۔ 1854 میں، فلورنس نائٹنگیل نے فوج میں عورتوں کو نرس بنا کر شامل کیا۔

برطانیہ میں، حق رائے دہی کی طلب گار عورتیں اس مہم کے لئے، ممکنہ طور پر زیادہ مؤثر طریقے سے، خواتین کا ووٹ چاہتی تھیں۔ 1918 میں عوامی نمائندگی ایکٹ (Representation of the People Act) منظور ہوا، جو 30 سال کی عمر میں ان خواتین کو ووٹ دینے کا حق دیتا تھا جو گھروں کے مالک تھے۔ 1928 میں یہ ان تمام خواتین کے لئے بڑھایا گیا جن کی عمر بیس سال سے زائد تھی۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں، Lucretia Mott لسی سٹون، الزبتھ Cady Stanton، اور سوسن بی انتھونی سب جنہوں نے خواتین کے حق کے ووٹ کے لئے چیمپئن بننے کی مہم چلانے سے پہلے غلامی کا خاتمہ کوئیکر کی سوچ کے زبردست متاثر تھے اور اس تحریک کے رہنماؤں میں شامل تھے۔ امریکی پہلی لہر میں نسوانیت مختلف نوعیت کی شامل تھیں۔ فرانسس ویلڈ جیسے کچھ، قدامت پرست عیسائی گروہوں، جیسا کہ عورت کی عیسائی توازن پرستی یونین (Women Charitable Temparance Union) سے تعلق رکھتے تھے۔ دوسرے، جیسا کہ Matilda Gage، زیادہ انتہا پسند تھے، اور خود کو قومی خاتون سوفریج ایسوسی ایشن (National Women Saffrage Association) کے طور پر یا انفرادی طور پر اظہار کرتے تھے۔ وقت کے گزرنے کے ساتھ ریاستہائے متحدہ کے آئین کے انیسویں ترمیم (1919)، سے تمام ریاستوں میں خواتین کو ووٹ ڈالنے کا حق دینے پر امریکی پہلی لہر feminism کا اختتام سمجھا گیا۔

دوسری لہر

جب پہلی لہر کی اصطلاح feminism میں اتفاق کے طور پر تبصرہ ماضی کے طور پر استعمال ہونے لگی تو دوسری لہر کی اصطلاح منظر عام پر آئی جو

ایک نئے نسائی تحریک کی وضاحت لائی جس کی توجہ زیادہ تر سماجی اور ثقافتی عدم مساوات سے سیاسی مساوات کے طور پر لڑنے پر مرکوز رہی۔ دوسری لہر 1960 کے دہائی کی ابتدا سے 1980 کے آخر تک کی سرگرمی کی مدت کا حوالہ دیتی ہے۔ دانشور امیلڈا ویلیہن Imelda Whelehan نے تجویز کیا ہے کہ feminism کی دوسری لہر پہلے مرحلہ کا ایک سلسلہ تھی جس میں برطانیہ اور امریکہ کی خواتین کی حق رائے دہی میں شامل تھیں۔ اس وقت سے دوسری لہر feminism کا وجود بنا ہوا ہے، جسے تیسری راؤنڈ feminism بھی کہا جاتا ہے۔ دانشور اسٹری فریڈن Estelle Freedman نے پہلے اور دوسرے feminism کا موازنہ کرتے ہوئے کہا کہ پہلی لہر رائے دہندگی جیسے حقوق پر مرکوز تھی، جبکہ دوسری لہر بڑے پیمانے پر مساوات اور دیگر مسائل جیسے بھید بھاو کو دور کرنے سے متعلق تھی۔

نسائی کارکن اور مصنف کیروال ہینسک Carol Hanisch نے "The Personal is Political" کا نعرہ دیا، جو دوسری لہر کا ترجمان بن گیا ہے۔ دوسری لہر کے feminism نے خواتین کی ثقافتی اور سیاسی غیر مساوات کو دیکھا، کیونکہ خواتین کو ان کی ذاتی زندگی کے پہلوؤں کو سیاسی طور پر سمجھنے اور جنسی طاقت ساختوں کی عکاسی کرنے کی حوصلہ افزائی کی۔

تیسری لہر

نسوانیت کی تیسری لہر 1990 کے شروعات میں شروع ہوئی۔ یہ لہر دراصل دوسری لہر کی ناکامیابیوں کا ردِّعمل تھی۔ دوسری نسوانیت کی لہر سفید فام متوسط طبقہ کی عورتوں کی تحریروں اور ان کی تکلیفوں کو ہی منظر عام پر لاتی تھی، جس کو تیسری لہر نے ایک نئی سمت عطا کی۔ تیسری لہر نسوانیت نے مائیکرو پالیٹکس (Micro Politics) پر زور دیا اور دوسری لہر کو چیلنج کرتے ہوئے عورتوں کے لئے کیا بہتر ہے اس پر کام کیا۔ 1980 کے درمیانی دور سے ہی تیسری نسوانیت کی لہر کا دور شروع ہو چکا تھا۔ جو نسوانیت کے حامیوں کے درمیان ہو رہے بحث و مباحثوں کا نتیجہ تھا۔ ماہر نفسیات Carol Gilligar کا ماننا تھا کہ سماجی پابندیوں کی بنا پر دونوں جنسوں میں فرق کیا جاتا ہے۔

مابعد نسوانیت Post feminism

یہ نسوانیت کا ردِعمل تھا۔ لوگ مخالف نسوانیت anti-feminist نہ ہوتے ہوئے مابعد نسوانیت post feminist کی حیثیت سے یہ ماننے لگے تھے کہ عورتوں نے دوسری لہر نسوانیت کے مقصد کو حاصل کر لیا ہے۔ 1980 میں پہلی بار لفظ مابعد نسوانیت Post-Feminism کا استعمال ہوا۔ جو دوسری لہر نسوانیت کا شدید ردِعمل تھی، اور اس نے کئی نظریات کو نام دیا جو پچھلے نسوانیت کے نظریات، مباحثوں کی تنقید کر رہے تھے۔ ایملیا جونس لکھتی ہیں کہ 1980 اور 1990 میں جو دوسری لہر لسانیات کی تصانیف بنی اور نسوانیت کو ایک یک سنگی ذات (monolithic entity) بتاتی ہیں اور اس کی تنقید کرتی ہیں۔ 'Voice of the Post-Feminist Countries' کتاب میں سوزن بلوٹن (1982) میں لکھتی ہیں کہ انہوں نے کئی عورتوں کا انٹرویو لیا جس میں عورتوں نے نسوانیت کے مقاصد کو قبول کیا لیکن کبھی خود کو نسوانیت کے حامی نہیں بتایا۔

سوسن فلوڈی Backlash:'The Undeclared him aganist American Women' میں 1980 کی دوسری لہر نسوانیت کے لیے شدید رد عمل ظاہر کرتے ہوئے نسوانیت کی ایک نئی تعریف پیش کی۔ان کے مطابق 1980 کی عورتوں کی آزادی کی تحریک نے عورتوں کے مسائل بڑھا دیے۔انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس وقت میڈیا نے عورتوں کے غیر حقیقی مسائل کو پیش کیا جن کا کوئی ثبوت نہیں تھا۔

انجیلا میک روبی نے سوال اٹھایا کہ لفظ post کو فیمنزم (Feminism) کا سابقہ بنانے سے عورتوں کی مساوات کو حاصل کرنے کے لئے نسوانیت میں اٹھائے گئے اقدامات کو بگاڑ کر رکھ دیا۔ Post feminism سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نسوانیت کے تمام مقاصد کو حاصل کر لیا گیا اور نسوانیت کے لیے مزید کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

نظریاتی سکول

نسوانیت کے نظریات دراصل نسوانیت کی نظریاتی اور فلسفیانہ شعبوں میں توسیع ہے۔اس نے مختلف شعبے سے سماجیات، ماہر نفسیات، معاشیات، تاریخ، ادبی تنقید، ویمن سٹڈیز وغیرہ کو اپنے دائرے میں شامل کیا ہے۔

لسانیات کے نظریات کا مقصد جنسی تعریف کو سمجھنا اور جنسی سیاست، طاقت اور جنسیات پر توجہ مرکوز کرنا ہے۔نسوانیت کے حامیوں نے زیادہ تر توجہ خواتین کے حقوق اور دلچسپیوں پر دی ہے، نسوانیت کے نظریات اہم موضوعات (themes)، امتیازات (discriminations)، ظلم و جبر (opression)، کسی عقیدہ میں متعین کیا جانا (stereotyping)، تجسیم (objectificaion) اور پدرانہ نظام ہیں۔

نسوانیت کی اہم تحریکیں Important Movements in Feminism

سالوں کے درمیان نسوانیت کی فکر میں کچھ ذیلی تحریکوں کا بھی آغاز ہوا۔نسوانیت کے خیالات نے ان مختلف ذیلی تحریکوں کو پیدا کیا۔

انارکا تحریک Anarcha

Anarcha نسوانیت , لاحکومت (anarchism) اور نسوانیت سے ملکر بنی ہوئی اصطلاح ہے جس کے معنی یہ ہے کہ یہ نظریہ کے رسمی حکومتی نظام کو منسوخ کرنا نسوانیت کی جدوجہد کے لئے بہت ضروری ہے۔ایما گولڈ مین، فیرڈریکا مونٹسنی، ولٹیرائن ڈا کاٹرے وغیرہ Anarcha نسوانیت کے حامی ہیں۔نسوانیت کے نظریات کا مقصد، جنسی تفریق کو سمجھنا اور جنسی سیاست، طاقت اور جنسیت پر طرف توجہ مرکوز کرنا ہے۔

سوشلسٹ اور مارکسسٹ تحریک Socialist and Marxist

سماجی نسوانیت عورتوں کے پچھڑے پن کو استحصال، ظلم اور مزدوری سے جڑے مارکس کی فکریت سے جوڑتی ہے۔ سماجی نظام کی وجہ سے عورت کو جسم فروشی، گھریلو کام، بچوں کی پرورش اور شادی جیسے حلقوں میں بہت زیادہ استحصال کیا جاتا ہے اور ان کے کام کی کوئی قدر نہیں ہوتی، اور ان کی توجہ کا دائرہ وسیع ہے جو پورے سماج پر اثر پذیر ہوتا ہے نہ کے ذاتی طور پر۔ مارکس محسوس کرتے تھے کہ اگر طبقہ یا کلاس کا پچھڑا پن ختم ہونا ہے تو ساتھ ہی میں جنس کا پچھڑا پن بھی ختم ہونا چاہیے۔ مگر ساتھ ہی کچھ اور حامیوں نے کلاس کے پچھڑے بن کو عورتوں کے پچھڑے پن سے الگ رکھنے کی کوشش کی۔

ریڈیکل تحریک Radical

ریڈیکل نسوانیت کے حامیوں کا ماننا ہے کہ سرمایہ داری کا پورا نظام فرد کے ہاتھوں میں ہے۔ عورتیں تب تک آزاد نہیں ہوتیں، جب تک پدرانہ نظام سے بنائے گئے کام کو انجام نہیں دیتیں۔ ان کا یہ بھی ماننا تھا کہ مردوں کی طاقت کے غلبہ نے ہی عورتوں کو پچھڑا بنا دیا ہے اور جب تک ایک نظام چلتا رہے گا تب تک سماج میں سدھار ممکن نہیں۔ وقت کے گزرتے ریڈیکل نسوانیت کے قسمیں بن چکی ہیں جیسے Cultural feminism، anti pronography feminism،separatist feminism کلچرل نسوانیت ایک ایسی فکر ہے جو عورت کی نوعیت کو اس طرح بتاتی ہے کہ عورت کو اور اس کے کام کی کوئی قیمت یا قدر نہیں کی جاتی۔ Separatist feminism کا ماننا ہے کہ مرد کبھی نسوانیت کے حامی نہیں ہو سکتے اور وہ کبھی عورتوں کی فلاح و بہبودی نہیں چاہتے۔

لبرل تحریک Liberals

Liberal نسوانیت کے مطابق مرد اور عورت دونوں مساوی طور پر سیاست اور قانون میں تبدیلیاں لا سکتے ہیں یہ نسوانیت کی شخصی شکل ہے جو عورتوں کی قابلیت اور محنت کو سماج میں مساوات قائم کرنے کے عمل سمجھتی ہے سماج میں بڑی تبدیلیوں کو لانے کے لیے مرد اور عورت کا ساتھ میں محنت اور قابلیت دکھانا ضروری ہے ان کے حامیوں کا ماننا ہے کہ عورتیں وہ تمام صلاحیت رکھتی ہیں جن سے ان کو مردوں کے مساوی سمجھا جا سکے۔

نسوانیت کے حامی تحریک Pro feminism

Pro feminism نسوانیت کی حمایت ہے لیکن نسوانیت کی تحریک میں ممبر ہونا ضروری نہیں اکثر یہ لفظ ان مردوں کے لئے استعمال ہوتا ہے جو نسوانیت کی حمایت کرتے ہیں اور عورتوں کو مساوی درجہ دینے کے لئے جدوجہد کرتے ہیں۔ نسوانیت کے یہ حامی اکثر ورکشاپ اور کیمپ چلاتے ہیں جس سے لوگوں میں عورتوں پر ہو رہے ظلم و تشدد کے خلاف لوگوں میں بیداری پیدا کرتے ہیں اور کام کرنے کی جگہ پر عورتوں کے ساتھ ہو رہی بدسلوکیوں کے

خلاف بھی بیداری پیدا کرتے ہیں مردوں کو گھریلو تشدد کے خلاف سمجھاتے ہیں کبھی کبھی یہ حامی عورتوں کے ساتھ بھی مل کر کچھ پروگرام منعقد کرتے ہیں۔

مخالف نسوانیت تحریک Anti feminist

کسی بھی سماجی تحریک کی طرح، feminism کو بھی اپنی حیثیت کو برقرار رکھنے کے لئے ایک رجعت پسندانہ تحریک کا سامنا کرنا پڑا، جو وقت کے ساتھ مخالف نسوانیت (anti feminisim) کہلانے لگی۔ یہ تحریک ہر لحاظ سے نسوانیت کے خلاف تھی اس کے مشہور اسکالرز Camille paglia, Christine Hoff Simmers, Jean Bethke وغیرہ تھے جو نسوانیت کے مخالف نظریات کے حامی تھے جسکی وجہ سے نسوانیت پر ہو رہے تعلیمی مباحثوں کو ختم کرنے کے لئے اینٹی فیمنزم (Anti feminisism) وجود میں آیا۔ لیکن یہ بھی ایک نظریہ ہے کہ جب آپ anti-feminist کے سامنا کر رہے ہیں تو یہ بالکل اطمینان بخش نہیں ہے، یہ نہ صرف تحریک نسواں بلکہ نسوانیت کے علم برداروں کے لئے بھی خطرے کا باعث ہے۔ شاید اسی طرح کے حالات کے لئے امریکی ٹریڈ یونینسٹ نکولاس کلین (Nicolas Klein) نے اپنے مخالفین کے لئے پہلے ہی 1918 میں کہا تھا: "پہلے وہ آپ کو نظر انداز کرتے ہیں۔ پھر وہ آپ کو چھوٹا ثابت کرتے ہیں۔ اور پھر، وہ آپ پر حملہ کرتے ہیں اور آپ کو جلا دینا چاہتے ہیں۔ لیکن بعد میں، وہ آپ کے لئے یادگار بناتے ہیں۔" اس طرح دیکھا گیا کہ پہلے پہل نسوانیت پر کام کرنے پر بہت رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہوگا۔

مونیکا فام (Monica Pham) نے اپنے ایک مقالہ میں تذکرہ کیا ہے کہ چند عورتوں نے ملکر ایک ایسا سائبر پلاٹ فارم تیار کیا ہے جہاں وہ کھل کر نسوانیت کے خلاف لکھتی ہیں۔ "نسوانیت صرف عورتوں کے لئے اور مرد حضرات سے نفرت" بھی ایک نظریہ ہے جس کی بہت سارے افراد مخالفت کرتے ہیں۔ یہ ایک المیہ ہے کہ خواتین جو اپنے آپ کو نسوانیت مخالف تصور کرتے ہیں پہلے سے ہی feminists کی طرف سے معمول کے مطابق کی گئی شراکت کو نظر انداز کرتے ہیں، جو کہ غلط ہے۔ نسوانیت کے حامیوں نے عورتوں کے فوائد کے لئے کئی کام کئے جس کی وجہ سے عورتوں کی ذاتی، تعلیمی، جسمانی، صحت، رہن سہن، پیشہ ورانہ، معاشی، سماجی، زندگیوں میں کافی سارے سدھار آئے جس کی تعریف ضروری بھی ہے۔

نسوانیات کے نظریات کے اہم نقاط

جتنے دانشوروں نے ان حلقوں میں کام کیا انکی سوچ نے نسوانیات کے اتنے ہی نئے پہلوؤں کو اجاگر کیا اور مختلف نظریات سامنے لائے۔ جن میں آزاد خیال نظریہ، مارکسی تخیل نظریہ، سماجی نظریہ، جارحانہ نظریہ، ثقافتی نظریہ، مابعد نسوانیت اور گلوبل خیالات قابل ذکر ہیں۔ مندرجہ ذیل میں نسوانیت کے ان ہی نظریات کے اہم نقاط کو بیان کیا گیا ہے۔

لبرل نسوانیت

- قدرت تمام لوگوں کو برابر بناتی ہے، اس طرح عورتیں بھی سماج میں مردوں کی طرح ضروری ہیں۔
- موقع اور آزادی کی مساوات کے اصول پر مبنی ہے۔
-

صنف جنس سے طے نہیں پاتی۔

- عدم مساوات خاندان کے باہر شعبوں، بنیادی تعلیم اور مزدوری میں غیر مسابقتی شراکت سے ہوتی ہے۔
- سماجی تبدیلیوں کو ڈھونڈیں جو ایک میرٹ پیدا کرے گی جہاں سماجی مقام پر مبنی میرٹ ہو اور جس میں تنظیمی اور عدم مساوات دونوں ناگزیر اور قابل قبول ہیں۔
- عقلیت پسندی پر یقین۔
- تعلیم تبدیلی کا ذریعہ ہے۔
- عورت پر جبر سرمایہ دارانہ اقتصادی نظام کی ساخت کی خصوصیت نہیں ہے۔
- قانون کے ذریعے مساوات- قانون سازی کے اقدامات کے ذریعہ حکومت سے خواتین کی آزادی حاصل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔
- وکالت کئے گئے پروگراموں میں اثباتی عمل، برابر موقع ملازمت، ملازمت کی مساوات، تنخواہ کے برابر، والدین کی چھٹی، شامل ہیں۔
- پیشہ ورانہ اور متوسط طبقہ خواتین۔
- عورت کی حیثیت پر نیشنل ایکشن کمیٹی (این اے سی.): ایک وسیع تر تنظیم جو 500 سو feminist پر مبنی خواتین کے گروپ کی نمائندگی کرتی ہے۔
- قومی تنظیم برائے خواتین (N.W.O)۔

مارکسی نسوانیت

- خاتون پر ظلم کا ابتدائی ذریعہ سرمایہ دارنہ اقتصادی نظام ہے، یعنی اس نظام کے اندر طبقے پر مبنی سرمایہ دارانہ نظام اور خاندان کی ساخت سے منسلک خواتین کی کمتر پوزیشن ہے۔
- خواتین کے ماتحتی نجی جائیداد کے تعارف کا نتیجہ تھا، خواتین مردوں کی جائیداد اور پہلی مظلوم طبقہ بن گئیں۔
- صرف خاندان ہی نہیں بلکہ ورک فورس میں بھی میں ان کی اقتصادی انحصار کی وجہ سے خواتین پر ظلم ہوتا ہے، یہ جمع شدہ مزدور قوت (ReserveLabour Force) جسکا استحصال کیا جاتا ہے۔
- خواتین ہمیشہ بلا معاوضہ کام (خاتون خانہ) اور سب سے کم ادائیگی اور بورنگ ملازمتیں کرتی ہیں۔
- خواتین کو اقتصادی پیداوار کے عمل میں برابر کی شریک ہونا ضروری ہے۔
- گھر کے کام کے لئے اجرت کی تجویز کریں، اپنے گھر کے کام کے لئے براہ راست خواتین کو ادا کرنے کے لئے ایک نظام تیار کریں۔
- جنسیت نسوانیت کے لئے ہے اس طرح ہے جیسے کام مارکسزم کے لئے۔
- محنت کش خواتین کا طبقہ۔

سماجیاتی نسوانیت(Socialist Feminism)

- جنس اور طبقے کے معاملات کو جوڑیں، یعنی ریاست اور سرمایہ داری کے متحد تصورات، دونوں طبقوں اور صنف کے ظلم کے خاتمے کی کوشش کرنا ہے۔
- خواتین پر ظلم ان کی اقتصادی انحصار کی وجہ سے ہے۔
- اقتصادی پیداوار کے نظام میں جنسیت، بچہ اور بچہ پرورش، خاندان کے دیگر ارکان اور بیمار کی دیکھ بھال، اور صنف سوسلائزیشن سب کو دیکھا جانا چاہئے۔
- خواتین کی مزدوری اور گھریلو مزدور کے درمیان انٹرفیس کی تحقیقات ہوں۔
- روایتی جنسیت سکرپٹ صنفی طاقت تعلقات کے emblematic ہے۔
- صنف اور طبقے کے خاتمے وہ اہداف ہیں جسے صرف خواتین کی آزادی کے ساتھ ہی حاصل کیا جا سکتا ہے جو صرف سوشلزم کے سے ہی ممکن ہے۔
- محنت کش خواتین کا طبقہ۔

ریڈیکل نسوانیت

- خواتین معاشی پیداوار کے نظام کے مساوات میں کم سے کم سطحی حالت میں رہتے ہیں چاہے وہ کوءبھی نظام ہو چاہے کہ سرمایہ دار، سوشلسٹ یا کمیونسٹ ہو۔
- جنسیفرق بنیادی شکل ہے، کلاس یا قومیت فرق کے طور پر بعد میں آتے ہیں۔
- مردوں کی طرف سے عورتوں پر ظلم اور غلبہ، بنیادی ظلم ہے اور دیگر علوم ism کی جڑ ہے۔
- پدرانہ نظام نہ صرف رسمی اقتصادی پیداوار کے عمل کی عوامی دنیا کو فروغ دیتا ہے بلکہ خاندان، شادی، جنسیت اور حیاتیاتی افزائش کی نجی دنیا بھی ہے۔
- 'سیاست میں ذاتیت اور اس کے بعد ذاتیت میں سیاست' فقرہ کو متعارف کروایا۔
- نجی اور عوامی دنیا دونوں میں سماجی تبدیلی ضروری ہے۔
- موجودہ صنفی کرداروں کو نرمدینی androgyny کے ساتھ تبدیل کرنے کی کوشش کریں، اس کے نتیجے میں کسی بھی فرقے میں اختلافات انسانی ہوں گے نہ کہ صنفی ہوں گے۔
- خاتون جنسیت کی بنیادی وجہ کے طور پر خاتون جنسیت کے مرد جسمانی، نفسیاتی اور سماجی کنٹرول خاص طور پر کچھ توجہ مرکوز کرتے ہیں۔
- خواتین ماتحتی کی بنیادی وجہ مرد کے ذریعے خواتین کی جنسیت جسمانی، نفسیاتی اور سماجی کنٹرول پر توجہ مرکوز کرنے کو مانتے ہیں۔
- چند تصور کرتے ہیں کہ خواتین کو حیاتیاتی تولیدی جبر سے آزاد کرنا ضروری ہے اور اس طرح وہ حیاتیاتی جنسی تفاوت کی بنیاد کے طور پر سماجی تفاوت

کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔

- حقوق نسواں کے مسائل کے طور پر مندرجہ ذیل متعارف کرانے کے لئے سب سے پہلے: تولیدی اور امدادی حقوق، اسقاط حمل، تولیدی ٹیکنالوجی، جنسیت کا اظہار اور تجربہ، خواتین کے خلاف جنسی اور جسمانی تشدد (عصمت دری، جنسی ہراساں کرنا، incest، فحش اور گھریلو تشدد)۔

ثقافتی نسوانیت (Cultural Feminism)

- بنیاد پرست feminism کی ایک شاخ ہے۔
- خواتین کی مخصوص یا مختلف خصوصیات، تجربات، اور اقدار کو خواتین کے ذیلی ادارے کی بنیادی وجہ کے طور پر دباو کی شناخت کریں۔
- پدرانہ نظام کے خاتمے پر توجہ مرکوز نہ کریں بلکہ متبادل طور پر خواتین میں شعور پیدا کریں جہاں خواتین کی خصوصیات کی شناخت، بحالی اور فروغ دینے کے ذریعہ جنسی اختلافات کے موجودگی پر زور دیا گیا ہے۔
- خواتین کی ثقافتوں کا تصور جیسے مشترکہ غیر منحصر فیصلہ سازی، ذمہ داری، کنکشن کمیونٹی، مذاکرات، وسعت، فروغ دینے، کے عمل پر زور سے ہم ecofeminism اور امن پسند تحریک نسواں کو فروغ دے سکتے ہیں۔
- فحش نوعیت وہ نظریہ ہے، جو عصمت دری کو بتلاتا ہے کہ مرد کی جنسیت اگر خود مختار، پر تشدد اور خواتین سے نفرت کرتی ہے تو، جنسی نوعیت کے ساتھ خواتین کے خلاف تشدد کے طور پر مرد جنسی تعلقات کو جوڑتا ہے۔
- ذاتی اور سیاسی انتخاب کے طور پر ہم جنس پرستی کا فروغ دیتے ہیں جو کہ پدرانہ نظام کے حتمی مسترد کرنے کا اظہار کرتا ہے۔
- ہر طرح سے مردوں سے الگ الگ ہونا (کچھ صرف مرد اقدار سے علیحدگی کی حمایت کرتے ہیں) یعنی عورتوں کے لئے اداروں کو تشکیل دینا تو کچھ مردوں کے ساتھ تعلقات ہی توڑ دیتے ہیں۔

پوسٹ ماڈرن نسوانیت (Post Modern Feminism)

- تمام خواتین مختلف ہیں اور اس طرح کوئی تعمیم generalisation نہیں کر سکتے ہیں۔
- ایک ہی نسوانیتی نظریہ ممکن نہیں ہے۔

کثیر ثقافتی/گلوبل نسوانیت

- نہ صرف صنفی بلکہ تمام اختلافات کو تسلیم کریں۔
- صنف، طبقے، نسلی، جنسیت، کلاس جسمانی اور عمر کی بنیاد پر ظلم وغیرہ تمام کی شمولیت پر توجہ مرکوز کریں۔
- نسل کے ساتھ جنس، طبقے اور استحصال کے مسائل اور دنیا کی ترقی میں خواتین کا استحصال کے تعلق کو جوڑ کر دیکھیں۔

اسلامی نسوانیت

اسلام کی آمد سے پہلے عرب میں عورتوں کے حالات بہت ہی بدتر تھے۔کئی قسم کی برائیاں پائی جاتی تھیں جیسے عورتوں کی کوئی عزت نہیں تھی ،بیٹیوں کو پیدا ہوتے ہی دفن کیا جاتا تھا، کئی شادیوں کا رواج عام تھا وغیرہ وغیرہ۔لیکن پیغمبر محمدﷺ نے دنیا کو ایک نئی مثال دی۔اور ہر ایک شعبہ میں عورت کی عظمت، حقیقت اور وقار کو مردوں کے مساوی درجہ دیا۔انہوں نے بی بی عائشہؓ کو تعلیم دلوائی اور آگے چل کر انہوں نے کئی احادیث بیان کئے، خدیجہؓ نے پردہ میں رہتے تجارت کی اور خود محمدؐ بھی ان کی تجارت کیا کرتے تھے، Khawla bint al-Azwar نامی ایک بہادر خاتون تھی اور محمدؐ کے دور میں اپنے بھائی کے ساتھ اپنی شناخت چھپا کر جنگیں لڑا کرتی تھی کسی کو بھی یہ محسوس نہیں ہوا کہ وہ عورت ہے لیکن جب ان کے عورت ہونے کا پتا چلا تو محمدؐ نے ان کی بہادری اور دلیری دیکھ کر ہمیشہ جنگ میں ان کو شامل رکھتے تھے۔اس کے علاوہ اسلام نے عورتوں کو وراثت کا حق دیا۔جو عورتوں کے حق میں بہت اہم قدم ہے۔قرآن شریف میں ایک مکمل سورۃ (باب) سورۃ النساء خاص عورتوں کے لئے مختص کی گئی ہے۔اور اس میں عورتوں کے حقوق اور فرائض کو بیان کیا گیا ہے۔اور قرآن شریف میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ عورت اور مرد دونوں مساوی ہیں اور دونوں کی عبادت کو مساوی نیکی دی جائے گی۔اسلام نے ہمیشہ خواتین کو با اختیار بنایا۔اور یہی نسوانیت کی بہترین مثال ہے۔لیکن کہیں بھی نسوانیت کی اصطلاح کا استعمال نہیں ہوا تھا۔2002 میں اسلامی نسوانیت کی اصطلاح کا استعمال شروع ہوا۔Fatema Mernissi،Amina Wadud اور Leila Ahmed جیسے نسوانیت کے حامیوں نے اسلامی نسوانیت کی تعریف وتصور کو بیان کیا۔ان اسلامی نسوانیت کے حامیوں نے نسوانیت کو اسلام کے تناظر میں پیش کیا ہے اور یہ وضاحت دی ہے کہ اسلامی نسوانیت لادینی نسوانیت کے مقابلہ زیادہ فطری ہے۔کئی مسلم خواتین ہیں جو مسلم ممالک میں بڑے بڑے عہدوں جیسے سیکریٹری، وزیر اعظم، صدر وغیرہ پر فائز رہ چکیں ہیں جیسے ازربائجان میں Lala Shovkat، پاکستان میں بینظیر بھٹو، ترکی کی Tansu Çiller، انڈونیشیاء کی Megawati Sukarnoputri۔اور بنگلہ دیش میں 1991 میں خالدہ ضیاء پہلی خاتون وزیر اعظم بنی اور 2009 تک قائم رہی۔اور ان کے بعد ان کی جگہ شیخ حسینہ نے لی اور آج تک کی سب لمبی مسلم خاتون وزیر اعظم کہلاتی ہیں۔اسلام نے ہمیشہ قابلیت کی بنا پر کردار عطا کئے ہیں نا کہ جنس کی بنیاد پر اور یہی صحیح معنوں میں نسوانیت ہے۔

ہندوستانی اور مغربی نسوانیت میں فرق

درحقیقت تہذیب، سماج، زندگی، رہن سہن، ثقافت اور اقدار کی بنیاد پر ہندوستان اور مغرب کی نسوانیت میں فرق پایا گیا ہے۔ہندوستانی نسوانیت کے کام صرف ہندوستانی سماج تک محدود ہیں وہ دیگر نظاموں پر روشنی نہیں ڈالتی۔یہ کبھی مذہب کے خلاف نہیں جاتے مگر فرقہ پرستی اور خواتین کو برطرف کرنے کے خلاف ضرور لڑتی ہیں۔یہ مرد عورت کے اچھے رشتہ اور خاندان کے اتحاد کے ساتھ سماج میں تبدیلی کا دعوا کرتے ہیں۔یہ کبھی بھی عورتوں کو مردوں سے الگ نہیں کرتے۔کیوں کہ یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہندوستانی عورت کی خوشی ہمیشہ اس کے خاندان کے ساتھ رہنے میں ہے نہ کہ اکیلے میں۔مگر سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس کو مکمل عزت اور مساوی درجہ کی ضرورت ہے۔راجستھان کی URMUL ٹرسٹ کی ممبر سومیتا گھوس کا کہنا ہے کہ: ہندوستان میں

نسوانیت کی تحریک فرقوں کے درمیان ہے نہ کہ لوگوں کے درمیان۔ ماضی میں تعلیم یافتہ شہری خواتین نے سڑکوں پر مظاہرے کئے تھے تاکہ بیداری پیدا ہو سکے۔اب پورے ملک میں عورتیں زمین کا حق، ملکیت میں برابر کا حصہ اور ذریعہ معاش کا تحفظ کے لئے متفکر ہیں۔ ہندوستان میں نسوانیت آنے کی وجہ کئی سالوں سے عورتوں پر ہوتا آ رہا ظلم و تشدد ہے۔لیکن مغرب میں نسوانیت کی شروعات تب ہوئی جب عورتیں دروں گردانی (introversion) اور سیاسی محرومی (de-politization) کا شکار ہوئی ہیں۔ زمانہ قدیم سے ہندوستان میں ہمیشہ لڑکے کو اہمیت دی گئی ہے جس کی وجہ سے لڑکیوں کی پیدائش پر روک اور طفل کشی جیسے جرم بڑھ رہے ہیں۔اور اگر دیہاتوں میں دیکھا جائے تو لڑکیوں میں تغذیہ کی کمی اور ناخواندگی بڑھ رہی ہے۔مغرب میں اسقاط حمل عورتیں اپنی مرضی سے کرتی ہیں جبکہ ہندوستان میں جبراً کروائی جاتی ہیں۔اس لئے مغربی نسوانیت شخصی اور آزاد پسند ہے۔ CWDS سے اندوا گنی ہوتری کا کہنا ہے کہ ہندوستانی نسوانیت، مغربی نسوانیت سے بالکل الگ ہے کیوں کہ یہاں جنسیت کی شناخت اسقاط حمل کو بہت غلط مانا جاتا ہے اور مغرب کے برعکس ہندوستان کبھی بھی خاندانی نظام کے خلاف نہیں ہیں بلکہ خاندان میں چل رہے پدرانہ نظام کے خلاف ہیں۔ ہندوستانی نسوانیت کی بنیاد تو مغربی نظریات پر مبنی ہے مگر عمل ہندوستانی طور طریقوں سے ہوتا ہے۔ ہندوستان میں عورت نہ شوہر کے برابر چل سکتی ہے نہ تو شوہر سے پہلے کھا سکتی ہے۔اور نہ ہی اکیلے خوش رہ سکتی ہے۔عورت کو تاعمر ایمانداری اور جاں نثاری کے ساتھ رہنا ہی اس کی زندگی کا مقصد ہے۔اس دوران عورت کبھی یہ نہیں دیکھ پاتی ہے کہ کس طرح اس کی شخصیت کو کچل دیا جاتا ہے۔نسوانیت ایسی فکر ہے جو خواتین کی آزادی اور بااختیاری کو مانتی ہے اور مرد کے آگے جھکنے کی خلاف ورزی کرتی ہے۔

ہندوستان کے تناظر میں نسوانیت

اگر ہمیں ہندوستان میں نسوانیت کو سمجھنا ہے تو ہندوستان کے نسوانیت کے حامیوں کے پیش کئے ہوئے پہلوؤں کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔سب سے پہلے ہمیں ہندوستان کی عورتوں کے مسائل کو سمجھنا ہوگا جیسے لمبے عرصہ سے عورتوں کی تکلیفیں، مساوی اجرت کا نا ملنا، عورتوں پر بچے پیدا کرنے کی پابندیاں یا جبراً پیدا کرنے پر زور دینا وغیرہ ہے۔ ہندوستانی سماج میں کئی قسم کے نظام ہیں جو سماج میں رچ بس چکے ہیں اور جن پر عمل کرنا لازمی بھی ہے۔ان حالات میں عورتوں کے حقوق کی بات نہایت ہی مشکل ہے۔ساچیٹینیس لکھتی ہیں کہ ہندوستان میں نسوانیت سے کی تحریک کا آغاز مرد حضرات نے کیا ہے۔اور صدی کے آخر میں عورتوں نے اس ہنگامہ میں حصہ لیا۔اس تحریک کیحامیوں کی فہرست کافی طویل ہے مگر کچھ نام یہ ہیں، راجہ رام موہن راو، ایشور چندر ودیا ساگر، کیشو چندراسین، پھولے، اگرکر، کاروے وغیرہ۔عورتوں سے جڑے کئی مسائل جیسے ستی کی رسم، بچپن کی شادی، بیواوں سے برا سلوک، اعلی طبقہ کی عورتوں کی دوبارہ شادی پر پابندی اور دیگر عورتوں پر ہونے والے ظلم کے خلاف ان لوگوں نے آواز اٹھائی۔ مغرب میں ہونے والی نسوانیت کی تحریکوں نے ہندوستان جیسے ممالک پر کافی گہرہ اثر ڈالا۔مگر کچھ نسوانیت کے حامیوں کا ماننا ہے کہ ہندوستان کے حالات کو دیکھتے اور سمجھتے ہوئے اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے۔ اور عورتوں کو خود اس تحریک کا حصہ بننا چاہیئے، عورتوں کو تعلیم حاصل کر خود کو اس دور کی بڑھتی ٹکنالوجی کے ساتھ آگے بڑھنا چاہئے۔اور آج کے اس دور میں یہ کافی حد تک ہو بھی رہا ہے اور عورتیں لکھ رہی ہیں اور صدیوں سے چلے آ رہے اس پدرانہ نظام پر سوال بھی کر رہی ہیں۔مگر عورتوں کو نسوانیت کی تحریک میں ایک ایجنڈے اور اس کے عمل کے تحت کام کرنا چاہئے۔سب سے پہلے تو ہندوستان کی ہر عورت کا تعلیم یافتہ ہونا بہت ضروری ہے۔ ہندوستان میں نسوانیت کے

حامی جیسے سرلا دیوی، وینا مزومدار، رماراواندرا، نیرادیسائی اور ریکھا پانڈے وغیرہ نے تعلیم نسواں پر بہت زور دیا ہے۔مشہور ہندوستانی نسوانیت کی حامی، اندرا جے سنگھ (مرد، عورتوں پر کوئی حق نہ جتائیں)، مینا کشی اروڑہ (Sexual Harassment of Women at Workplace Act کے لئے کافی جدوجہد کی)، لیلہ سیٹھ (ان کی کوشش عورتوں آباواجداد میں

اختتامیہ

اس مقالہ میں نسوانیت کے مختلف تصورات اور نظریات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔1880 میں شروع ہونے والی اس نسوانیت کی تحریک نے سماجی زندگیوں پر گہرا اثر چھوڑا ہے۔اسکی شروعات عورتوں کو مساوات دینے کی غرض سے ہوئی تھی، اور گھر و خاندان سے نکل کر سماج کے ہر شعبے کو چھوتی ہوئی نظر آتی ہے۔کل تحریک تین لہروں میں دیکھی جا سکتی ہے، جسکے بعد والا دور مابعد نسوانیت کا دور کہلاتا ہے۔نسوانیت کے چند نظریاتی سکول اور تحریکیں مقبول ہیں، جن میں آزاد خیال نظریہ، مارکسی تخیل نظریہ، سماجی نظریہ، جارحانہ نظریہ، ثقافتی نظریہ، مابعد نسوانیت اور گلوبل خیالات قابل ذکر ہیں۔پھر نسوانیت کے اہم اور مختلف نظریات کے نقطوں کو بیان کیا گیا ہے، جیسے لبرل، مارکسی، سماجیاتی، ریڈیکل، ثقافتی، پوسٹ ماڈرن، کثیر ثقافتی/گلوبل نسوانیتیں اسکی مثالیں ہیں اور اسکے ساتھ ہی ساتھ ہندوستانی اور مغربی نسوانیت میں فرق بیان کرتے ہوئے ہندوستان کے تناظر میں نسوانیت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔نسوانیت کے حامی دانشور چاہتے ہیں کہ اس ترقی یافتہ دور کے ہر شعبہ بالخصوص تکنالوجی کے استعمال سے عورتیں ترقی کی راہ پر چلیں۔سماج، پیشہ، معاش جیسے پہلوؤں میں ترقی حاصل کریں اور صنفی تفریق کے بغیر سبھی کے ساتھ مل کر شانہ بشانہ ترقی حاصل کریں۔ نسوانیت عورتوں کو ان کے حقوق دلا کر ان کو مضبوط اور طاقت ور بناتی ہے لیکن اس کا یہ مطلب بالکل نہیں ہے کہ صرف عورتیں ہی طاقت ور بن جائیں یا مردوں سے آگے نکل جائیں بلکہ مرد اور عورت دونوں ساتھ چلیں اور دونوں ملکر آگے بڑھیں تب ہی ایک ملک ترقی اور ترویج کی راہ پر ہوگا۔ہندوستان میں اس کا منظر اس طرح دیکھا جا سکتا ہے کہ عورتیں اور مرد سبھی مل کر اپنے خاندان والوں کے ساتھ زندگی چین و سکون کے ساتھ گذاریں، کیونکہ ہم سبھی گاڑی کے ان پہیوں کی طرح ہیں جو ساتھ مل کر چلیں تو ہی زندگی کا سفر ممکن ہو سکتا ہے، نہ کہ ایک دوسرے کی مخالفت سے سفر ہوگا۔